آدھی رات کا منظر

ناولٹ

از ثمن عدنان

آدھی رات کا منظر
(از ثمن عدنان)

رات کا سناٹا ہر سو چھایا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ درخت پر پڑنے والی چاند کی چاندنی اس کو مزید خوفناک بنا رہی تھی اور درخت سے کچھ فاصلے پر موجود سیڑھیاں (جو چاند کی روشنی سے روشن تھیں) رات کے اس سناٹے میں کسی انسان کو خوف زدہ کرنے کے لئے کافی تھیں۔

عائشہ آپا اور فرید احمد اپنے کمرے میں جبکہ دونوں بہن بھائی الگ کمرے میں سو رہے تھے۔ ان کے کمرے کی کھڑکی کھلی تھی جہاں سے ہوا کے ٹھنڈے جھونکے انھیں راحت بخش رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ گہری نیند میں تھے۔ بیڈ کے سامنے والی دیوار پر کلاک تھا جو ایک بجا رہا تھا۔

اچانک ٹھنڈی ہوا کے تیز جھونکے نے عیسیٰ کو چھوا۔ اس کے بدن میں حرکت ہوئی اور وہ رونے لگا۔ اس کی آواز سن کر بازغہ کی انکھ کھل گئی۔ اس نے عیسیٰ کی طرف دیکھا جس کی انکھیں تو بند تھی مگر وہ آہیں بھر رہا تھا۔

"عیسیٰ کیا ہوا۔۔۔۔۔۔کچھ چاہیے تمہیں۔۔۔؟"اس نے عیسیٰ کو کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔ مگراس نے آنکھیں نا کھولیں۔

بازغہ نے اس کو پکڑ کر بیٹھایااور پیار سے پوچھا۔

"عیسیٰ تمہیں کچھ چاہیے۔؟ایک بار پھر پوچھا۔

"مجھے باہر جانا ہے۔"اس نے روتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

"اچھا!توسیدھی طرح بھی تو کہہ سکتے تھے کہ باتھروم جانا ہے۔۔۔ڈرا کے رکھ دیا۔"وہ منہ بسورتے ہوئے بیڈ سے اتری اوراس کا بازو پکڑ کر کمرے سے باہر لے گئی۔

وہ اس کے ہمراہ باتھروم کی طرف بڑھ رہی تھی جب عیسیٰ صحن کے عین بیچ میں رک گیا۔ بازغہ کے قدم بھی ساتھ ہی رکے۔

"کیا ہوا؟۔۔۔۔۔اِدھر کیوں رکے ہو۔ باتھروم وہاں ہے۔یہاں نہیں۔"اس نے باتھروم کی طرف اشارہ کیا۔

"آپی مجھے وہاں جانا ہے۔"اس نے انگلی سے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔"

بازغہ اس کی بات سن کر تھوڑا گھبرا گئی۔

ایک رات کا پہرا اوپر سے چاند کی چاندنی، ہر طرف سناٹا اور گیدڑوں کی خوفناک آوازیں اس کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔

"وہاں کیا کرنے جانا ہے۔؟ اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ مجھے لینے آئی ہے۔" اس نے مختصر جواب دیا اور اپنے قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھانے چاہے مگر بازغہ نے اس کا بازو تھام لیا۔

وہ اس کی بات سن کر خوفزدہ ہو چکی تھی۔ وہ اسے لے کر کمرے کی طرف دوڑی۔

اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی مگر بازغہ کی اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط تھی۔ وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ کمرے میں جانے پر مجبور کر رہی تھی جبکہ عیسیٰ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے جلدی سے فون اٹھایا اور ابا کا نمبر نکال کر کال کی۔ کچھ دیر بعد ابا ان کے کمرے میں تھے۔

"کیا ہوا بیٹے اتنی رات کو مجھے کال کی۔۔۔" انہوں نے تشویش سے پوچھا۔

بازغہ نے ساری کہانی ابا کے سامنے رکھی۔

"بیٹے یہ تمہارا وہم ہے تم لوگوں نے کوئی ڈراونا خواب دیکھا ہو گا۔ چلو اب چپ چاپ سو جاؤ۔" وہ انہیں تسلی دینے لگے۔

"بابا آپ ہمارے پاس ہی رہیں پلیز۔" بازغہ نے التجاء کی۔ جبکہ عیسیٰ لیٹ چکا تھا۔

"میں اِدھر ہی ہوں تم لوگوں کے پاس۔ تم دونوں آرام سے سو جاؤ۔" کہتے ہوئے فرید احمد کھڑی کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گئے۔

وہ دونوں لیٹ گئے اور انہیں ابا کے کمرے میں ہونے پر سکون محسوس ہوا۔ فرید صاحب کی نظر اچانک کھلی کھڑکی پر پڑی۔ انہوں نے اٹھ کر کمرے کی کھڑکی بند کی جہاں سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ رہے تھے اور آگے پردہ کر دیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ بازغہ اور عیسیٰ گہری نیند میں جا چکے ہیں تو ان کے کمرے کا دروازہ لگا کر اپنے کمرے کی طرف چل دیے

دروازہ کھولنے کی آواز سن کر عائشہ بیگم کی انکھ کھل گئی۔

"کہاں تھے آپ۔؟" اس نے انکھوں کو مسلتے ہوئے پوچھا۔

"کہیں بھی نہیں۔بس بچوں کو دیکھنے گیا تھا۔"انہوں نے معمول انداز میں کہا اور آ کر لیٹ گئے۔

"اچھا چلیں ٹھیک ہے۔" کہتے ہوئے وہ پھر سے لیٹ گئی اور فرید صاحب بھی جلد ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے۔

اچانک ان کے کمرے کی کھڑکی کھلی اور ایک بار پھر ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے عیسیٰ کو اٹھایا۔

وہ پھر سے اٹھ کر رونے لگا اور بازغہ بھی اٹھ چکی تھی۔ مگر اب کی بار اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ابو کو کال کر دے۔

اس نے دم کرنے شروع کیے اور آیت الکرسی پڑھ کر عیسیٰ پر پھونکنے لگی۔اب تک کا یاد کیا ہوا سب بازغہ نے اس پر پھونک دیا۔

کافی وقت گزر جانے کے بعد مؤذن کی آواز بازغہ کے کانوں میں پڑی۔ جبکہ عیسیٰ لیٹا ہوا تھا۔ جیسے جیسے آذان کی آواز بلند ہوتی گئی عیسیٰ بھی نیند کی آغوش میں جانے

لگا۔ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس پر سکون طاری ہونے لگا ہو۔جب بازغہ کو یقین ہو گیا کہ اب عیسی گہری نیند میں جا چکا ہے تو وہ بھی خاموشی سے لیٹ گئی۔

_____*_____*____*_____

دوسرے دن کی صبح تھی۔فرید احمد کام کے سلسلے میں کچھ دنوں کے لیے شہر جانے کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔

انہیں گھر سے روانہ کرنے کے بعد عیسیٰ چارپائی پر بیٹھ گیا۔جبکہ بازغہ امی کے پیچھے کچن میں چلی گئیں۔اس نے پراٹھے لا کر میز پر رکھے۔

اب تینوں ناشتے کی میز کے ارد گرد موجود تھے۔موقع دیکھتے ہی بازغہ نے رات کا قصہ چھیڑا۔

"امی یار آج میں کوئی کام نہیں کروں گی۔ میری نیند پوری نہیں ہوئی۔ بہت مشکل اٹھی ہوں۔ اب میں بس سوؤں گی۔ ساری رات عیسیٰ نے مجھے جگایا ہے۔" وہ ہاتھوں کے ساتھ زبان بھی چلانے لگی۔

عیسیٰ نے تعجب سے بازغہ کی طرف دیکھا۔

"امی آپی جھوٹ بول رہی ہے۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ میں تو ساری رات سوتا رہا ہوں۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔

"آہ۔۔۔ جھوٹ تم بول رہے ہو یا میں؟۔۔۔۔۔۔۔ تم ساری رات روتے نہیں رہے کیا بتاؤ زرا۔۔۔۔۔ اور امی رات میں پتہ ہے مجھے کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔" بازغہ ایک ہی سانس میں اپنی آپ بیتی سنائے جا رہی تھی۔۔۔ کہ بیچ میں عائشہ آپا نے اس ٹوکا۔

"بند کرو تم دونوں اپنی فضول باتیں اور جلدی سے ناشتہ کر لو۔" عائشہ آپا نے ان کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا۔

"امی میری بات تو سنیں۔" بازغہ بیچاری جو اتنی دیر سے اپنی آپ بیتی سنا رہی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ امی نے تو اس کی ایک بات کو بھی سنجیدہ نہیں لیا تو مایوس ہو گئی۔ جبکہ عیسیٰ آپی کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر طنزیہ مسکرا رہا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ کیا فائدہ اتنی بڑی کہانی کا جب امی نے سنا ہی نہیں۔

"امی یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے وہ لینے آئی ہے۔ میں نے اس کے ساتھ جانا ہے۔ یہ بار بار سیڑھیوں کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔" وہ عیسیٰ کی طرف دیکھ کر تیز تیز اپنی بات مکمل کرنے لگی۔

بازغہ کی آنکھیں کہہ رہی تھیں۔ کہ لو بچو میں نے اپنی کہانی سنا ڈالی امی کو۔

"فضول باتیں بند کرو۔ بازغہ اٹھو برتن کچن میں لے کے جاؤ اور کچن کی صفائی آج تم کرو گی۔ میں نے کپڑے دھونے ہیں اور عیسیٰ تم فلٹر سے پانی بھر لاؤ۔" وہ ایک سو چالیس کی سپیڈ پر دونوں کو حکم دے کر کمرے میں چلی گئیں۔

"آپی امی نے آپ کی بات کا یقین ہی نہیں کیا۔۔۔۔۔ مگر مجھے شوق ہے آپ کی اس من گھڑت کہانی سننے کا" وہ بازغہ کی طرف جھک کر ہنستے ہوئے بولا۔اسے یہ کہانی پسند آئی تھی۔

"بیٹا تم آج رات کو اٹھو تو صحیح۔۔۔۔۔پیاس لگی ہو، باتھ روم جانا۔۔۔۔۔چاہے وہ چڑیل تمہیں لینے آجائے۔میں تو نا اٹھتی ہوئی۔۔۔۔۔۔" وہ اتنی بری طرح اگنور کیے جانے کے بعد یہی کہہ سکتی تھی۔اس نے برتن اٹھائے اور کچن میں چلی گئی۔

اچانک ان کے گھر کی بجلی خراب ہو گئی۔رات ہونے کی وجہ سے کوئی بجلی ٹھیک کرنے آ بھی نہیں سکتا تھا۔آج کی رات انھیں صحن میں سونا پڑا۔

بازغہ نے سب کے بستر صحن میں لگا دیے۔

درمیان والی چارپائی عیسیٰ کی جبکہ اطراف والی ایک چارپائی پر بازغہ اور دوسری پر عائشہ آپا تھیں۔

آدھی رات کا منظر
(از ثمن عدنان)

ابھی خوابوں کی دنیا میں گئے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ عیسیٰ کے رونے کی آواز پر عائشہ آپا اور بازغہ کی آنکھ کھل گئی۔

"کیا ہوا عیسیٰ۔" وہ دھیمی آواز میں بولیں۔

چونکہ عائشہ آپا دوائی کے زیرِ اثر تھیں۔ بس اتنا کہتے ہی پھر سے سو گئیں۔ جبکہ بازغہ اٹھ بیٹھی تھی۔ اسے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ عیسیٰ پر رات والی کیفیت طاری تھی۔

اس کی آنکھیں بند تھیں مگر آنسو جا رہی تھے۔ وہ ہاتھ پاؤں ایسے مار رہا تھا جیسے خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس نے اپنے خیالات کو جھٹلایا اور عیسیٰ کی چارپائی پر بیٹھ گئی۔

"عیسی کیا ہوا۔ تمہیں باتھروم جانا ہے۔ آؤ میں تمہیں لے چلتی ہوں۔" وہ چاہتے ہوئے بھی گزشتہ رات کے خیالات اپنے ذہن سے نہیں نکال پا رہی تھی۔

عیسیٰ بنا کوئی جواب دیے روئے جا رہا تھا۔ امی کی پھر آنکھ کھل گئی۔

"زبردستی کیوں کر رہی ہو۔ ہو سکتا ہے اس کو باتھروم نا جانا ہو۔" انہوں نے بازغہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"میں جتنا مرضی کرلوں لیکن کسی گنتی میں نہیں آنا۔۔۔" وہ اپنی چارپائی پر آ بیٹھی

"پیاس لگی ہے عیسیٰ۔؟" عائشہ آپا نے اسے بیٹھایا اور سینے سے لگا کر پیار سے پوچھا۔

"میں پانی لاتی ہوں۔" کہتے ہوئے بازغہ کچن کی طرف بڑھی۔ بجلی کے جانے کی وجہ سے اندھیرا بہت گہرا تھا۔ اسے کچن میں جانے کے لیے ٹارچ کی ضرورت پڑی۔

ٹارچ کی روشنی سامنے والی دیوار پر لگے کلاک پر پڑی جہاں گھڑی رات کے ساڑھے بارہ بجا رہی تھی۔ اسے بہت تعجب ہوا کہ کل بھی تو بارہ کے بعد کا وقت تھا۔ وہ کھڑیاں ملانے لگی۔ سر جھٹک کر کچن میں داخل ہوئی اور پانی کا گلاس لیے عیسیٰ کے پاس آگئی۔

اس نے پانی امی کو پکڑیا۔

"یہ لو عیسیٰ۔ پانی پی لو۔" امی نے گلاس اس کے منہ کو لگایا مگر عیسیٰ نے منہ پھیر لیا۔

"تو پھر بولو بھی کیا چاہیے تمہیں۔ رو کیوں رہے ہو۔" امی تپ کر بولی۔ ان پر ویسے ہی دوائی کی وجہ سے غنودگی طاری تھی اور اوپر سے عیسیٰ۔

"امی آپ لیٹ جائیں۔ میں اسے سلا دیتی ہوں۔" بازغہ نے امی کو تسلی دی اور خود عیسیٰ کے پاس بیٹھ گئی۔

بازغہ کے ذہن میں بہت سے سوالات گردش کر رہے تھے۔

جب امی لیٹ گئیں تو بازغہ نے دھیمی آواز میں عیسیٰ سے پوچھا۔

"عیسیٰ مجھے بتاؤ تم نے کہیں جانا ہے۔" اس نے ہمت کر کے یہ سوال کیا تھا۔

عیسیٰ نے درخت کی طرف اشارہ کیا۔ بازغہ تو کچھ وقت کے لیے وہی منجمند ہو گئی۔

اب گزری رات کا ایک ایک منظر اس کے دماغ میں چل رہا تھا۔

کیا وہ پھر آئی ہے؟؟؟۔۔۔۔۔۔ کیا آج وہ عیسیٰ کو لے جائے گی۔؟۔۔۔۔۔۔ کیا بازغہ ایک بار پھر عیسیٰ کو بچا لے گی۔۔۔؟

چلیں دیکھتے ہیں۔

_____*_____*____*_____

اگلی رات کی داستان

معمول کے مطابق سب دھرایا جارہا تھا۔ لیکن بازغہ کا خوف ہمت میں بدل رہا تھا۔۔۔۔ ہمت اتنی نہیں کہ جا کے درخت کے نیچے کھڑی ہو جائے۔۔۔ بس اتنی کہ عیسیٰ کے ساتھ جاگتی رہے۔

اس نے خوف کے عالم میں امی کو اُٹھایا۔ جبکہ عائشہ آپا کروٹ بدل کر پھر سے سو گئیں۔

"امی یار اٹھیں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔اس نے خود کے خوف پر قابو پانے کی کوشش کی۔ جب اسے لگا کہ اب وہ ٹھیک ہے تو اس نے ہمت کی۔

"چلو میں تمہیں لے چلتی ہوں۔" جو بھی چیز تھی جو انہیں تنگ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بازغہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ ہم کمزور نہیں ہیں۔ ہم اس سے نہیں ڈرتے۔ ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

وہ عیسیٰ کا ہاتھ تھام کر درخت کی طرف بڑھی۔

"آپی۔۔۔۔۔؟ آپی۔۔۔۔" وہ جیسے جیسے درخت کے قریب جا رہا تھا چلانے لگا اور ساتھ آہیں بھر رہا تھا۔

بازغہ کے قدم رک گئے۔ اس نے سوالیہ نظروں سے عیسیٰ کی طرف دیکھا۔

وہ عیسیٰ کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے التجا کر رہا ہو۔ کہ آپی وہاں نا جاؤ۔ وہ آپ کا گلا دبوچ لے گی۔۔۔۔ اور آپ کی ہیرو گیری نکل جائے گی۔

"آپی وہ مجھے بھلا رہی ہے۔ مجھے جانے دو" اس کی آواز میں درد تھا۔ بازغہ نے اور مظبوطی سے اس کو تھاما۔

وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

"میں تمہیں کبھی نہیں جانے دوں گی۔ سن لیا تم نے۔ تم میرے ساتھ ہی رہو گے۔" اس نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے بلا رہی ہے۔ مجھے جانا ہے۔"

"میں نے کہا نا تم کہیں بھی نہیں جاؤ گے۔" اس نے غصے سے کہا اور پھر غصے سے درخت کی طرف دیکھ کر چلائی۔

"سن لو تم بھی میں اپنے بھائی کو تمہارے ساتھ کبھی نہیں بھیجوں گی۔ نہیں ڈرتی میں تم سے۔ کر لو جو کرنا ہے۔ میں اپنا بھائی تمہارے ساتھ کبھی نہیں جانے دوں گی۔" اتنا کہتے ہی وہ عیسیٰ کو لے کر اپنی چارپائی کی طرف بھاگی۔ اس کی آنکھیں نم تھیں۔ لہجہ بدلہ ہوا تھا۔ وہ آنسوؤں کا ریلا گلے میں اٹکائے ہوئے تھی۔

بازغہ نے اسے غصے سے ڈانٹا اور لٹا دیا۔

"مجھے تمہارے رونے کی اب آواز نہ آئے۔ چپ کر کے لیٹ جاؤ۔ جاگ رہی ہوں میں۔"

وہ روتے ہوئے کروٹ لے کر سو گیا۔اسے سوتا دیکھ کر بازغہ کو سکون کی سانس آئی ۔وہ بھی لیٹ گئی لیکن وہ سو نہیں رہی تھی۔وہ بار بار اس درخت کو دیکھ رہی تھی۔ اب ایسا روزانہ ہو رہا تھا اور امی بھی جان گئی تھیں۔"امی اب کیا کیا جائے۔"اس نے تشویش ناک لہجے میں کہا۔

"تمہارے ابا کے آنے کا انتظار ہی کرنا پڑے گا۔۔۔اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔مجھے تو اس گاؤں میں کسی کا پتہ بھی نہیں ہے۔"

"امی مجھے رات کو ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔"اس نے اپنی کیفیت بتائی۔

"لیکن وہ قابو بھی تو تم سے ہی آتا ہے نا۔اب کیا کر سکتے ہیں۔اپنے ابو کے آنے تک اپنے بھائی کا خیال رکھو۔ہم اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔"

"صبح ہوتے ہی وہ اپنی بات بھول جاتا ہے اسے تو کچھ یاد بھی نہیں ہوتا جب وہ راتوں رات کیا کرتا رہا ہے۔۔۔۔۔"ابھی عائشہ بیگم بات کر رہی ہوتی ہیں کہ گھر کا دروازہ کھلتا ہے اور عیسیٰ بھاگ کر آتا ہے۔اس نے بیگ چارپائی پر پھینکا اور امی کے گلے لگ گیا۔

"امی کل ہمارے سکول میں ون ڈش پارٹی ہے۔ ٹیچر نے کہا ہے سب نے کلر فل کپڑوں میں آنا ہے اور ساتھ میں انہوں نے کہا ہے کوئی بھی کھانے کی چیز لا سکتے ہو۔ امی آپ مجھے بتائیں کل میں کیا پہن کے جاؤں اور آپ مجھے کیا بنا کے دیں گی ۔۔۔؟ وہ ایک ہی سانس میں بولے جا رہا ہے ۔۔۔۔ پارٹی کی خوشی اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔

"اچھا ۔۔۔۔۔۔ تو اب انہوں نے پیسے بٹورنے کا نیا طریقہ ڈھونڈ لیا ہے اب وہ ون ڈش کے ذریعے بچوں کو بٹوریں گے ۔۔۔۔۔۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ واضح تھی۔

"امی آپ دیکھیں کیسی باتیں کر رہی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ کبھی کبھی میری پارٹی آتی ہے۔" وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ جیسے اسے ڈر ہو کہ کہیں اس کا جانا کینسل ہی نا کر دیا جائے۔

"اچھا چھوڑو اپنی آپی کو میں ہوں نا میں اپنے بچے کو پیارا سا تیار کروں گی اور میں تمہیں کل ڈش بھی بنا دوں گی۔۔۔۔۔۔" امی نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اس کو تسلی دی۔

اتنی سی بات تھی کہ عیسیٰ کا چہرہ گلاب کی طرح کھل گیا۔ وہ خوشی کا مارا کمرے کی طرف بھاگا۔

سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور گھڑی دوپہر کے دو بجا رہی تھی۔

عائشہ آپا دوائی کے زیر اثر اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ جبکہ بازغہ اور عیسیٰ اپنے کمرے میں تھے۔

"چھوڑ دو میرے بیٹے کو۔۔۔۔۔۔ کیا بگاڑا ہے اس نے تمہارا۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا میرے بچے کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔" وہ رو رہی تھیں۔

جبکہ ایک عورت جس کے بڑے کالے بال جو چہرے پر گرے ہوئے اور پیروں کو چھو رہے تھے۔ آدھا جھلسا ہوا اور آدھا کالا چہرہ ڈراونی خون آلود آنکھیں بڑے نوکیلے ناخن اور سفید رنگ کا چوگا پہن رکھا تھا۔ جس پر خون کے دھبے تھے۔ اس

نے عیسیٰ کو اپنے ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔۔۔۔۔اور عائشہ آپا دور کھڑی چلا رہی تھیں۔

"میرا بیٹا واپس کر دو۔۔۔۔۔۔۔میرا بیٹا مجھے لوٹا دو۔" وہ فریاد کر رہی تھیں۔وہ فریاد ہی تو کر سکتی تھیں۔

جب کہ وہ دور کھڑی ہنس رہی تھی اس نے عیسیٰ کو لیا اور آگے کی طرف بڑھنے لگی

۔

اتنا کرنا تھا کہ عائشہ آپا کو لگا جیسے وہ عیسیٰ کو کھو دیں گی۔وہ عیسیٰ کو لینے کے لئے اس کی طرف لپکی۔ایک ٹھوکر کا لگنا تھا کہ وہ زمین پر گر گئیں۔اس نے پیچھے مڑ کر عائشہ آپا کو دیکھا اور زوردار قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔عائشہ آپا گھٹنوں کے بل بیٹھی رو رہی تھیں۔ایک دم ہر طرف دھواں اٹھا۔

ایک درد بھری چیخ عائشہ کے حلق سے نکلی۔۔۔۔۔۔ایک منٹ کا وقت لگا تھا کہ عائشہ آپا کی نظروں کے سامنے سے کوئی ان کے بیٹے کو لے گیا۔

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھیں۔۔۔ان کا چہرہ پسینے میں لت پت تھا۔۔۔۔۔سانس پھولا ہوا۔۔۔۔وہ عیسیٰ کے کمرے کی طرف بھاگیں۔۔۔

عیسیٰ اور بازغہ بیڈ پر بیٹھے لڈو کھیلنے میں مصروف تھے۔

ان کے قدم کمرے کے دروازے میں رک گئے۔وہ حیرت بھری نظروں سے عیسیٰ کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔اور ایک زخمی سی مسکراہٹ ان کے چہرے پر پھیل گئی۔

وہ چھوٹے قدم رکھتی ہوئی عیسیٰ کے پاس آئیں اور اسے سینے سے لگا لیا۔

دونوں اچانک امی کے اس عمل سے حیرت میں تھے۔مگر عائشہ آپا بالکل انجان ہوئے عیسیٰ کو پیار کرنے لگیں۔۔۔۔ان کا خوف ان کے چہرے پر نمایاں تھا۔

"امی۔۔۔۔" بازغہ نے پکارا۔

دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں۔

"امی۔۔۔۔۔"اس نے امی کے کندھے کو پکڑ کر ہلایا۔۔۔۔۔جس سے عائشہ آپا اپنے حواس میں واپس آ گئیں۔

"ہاں کیا ہوا۔۔۔" وہ بوکھلا کر بولیں۔

"پانی دوں آپ کو۔۔۔۔"

"کیا؟؟؟۔۔۔۔ہاں!۔۔۔۔ہاں اچھا دو۔۔۔۔"انھیں سمجھ نہیں رہی تھی کہ کہنا کیا ہے۔

شام کا وقت تھا۔۔۔۔سورج غروب ہو رہا تھا۔۔۔ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔۔۔پرندوں کی چہچہاہٹ صحن میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔صحن میں موجود درخت پر کافی پرندوں کے گھونسلے تھے۔۔۔۔جس سے ان کے گھر میں رونق لگی رہتی تھیں۔

"آپ گھر آ جائیں اب۔۔۔۔۔بہت ہو گیا ہے۔۔۔۔۔میں مزید کوئی رسک نہیں لینے والی۔۔۔۔۔۔بچوں سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے میرے لیے۔۔۔۔"

وہ فرید صاحب کے ساتھ کال پر تھیں۔

جبکہ بازغہ کچن میں کھانا بنا رہی تھی اور عیسیٰ ٹیوشن گیا ہوا تھا۔

"میں کوشش کرتا ہوں آج آنے کی۔۔۔۔۔۔ تم ہمت کرو۔۔۔۔۔" وہ حوصلہ بڑھانے لگے۔

"کوشش۔۔۔؟؟۔۔۔ کیا مطلب کوشش۔۔۔۔۔ آپ کو یہ سب مزاق لگتا ہے ۔۔۔۔ بھاڑ میں جائے یہ کام۔۔۔۔۔ آپ بس آج ہی آئیں۔۔۔" ان کے لہجے میں حیرت اور غصّہ موجود تھا۔

"اوکے ریلیکس!۔۔۔۔ تمہاری صحت خراب ہو جائے گی۔۔۔" وہ نرم لہجے میں بولے۔

"آپ سمجھ نہیں رہے نا۔۔۔ میں جب سوچتی ہوں تو مجھے کچھ ہوتا ہے۔۔۔ ڈر لگتا ہے مجھے۔۔۔" اب کی باران کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔

فرید احمد کے جسم میں ایک سرد لہر دوڑی۔

"زیادہ مت سوچو۔۔۔۔۔ تم چاہتی ہو میں آجاؤں۔۔۔۔۔۔ میں آرہا ہوں۔۔۔۔۔۔ مگر پلیز ہمت نا ہارو۔۔۔ میں تمہیں ہارا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔"

"آپ آئیں گے نا۔۔۔" وہ گیلی آواز کے ساتھ بولیں۔

"اس کے علاوہ کوئی آپشن ہے۔۔۔۔۔؟" وہ مسکرا کر بولے۔

"نہیں۔۔۔" اس بار عائشہ آپا کی آواز میں مسکراہٹ گھلی ہوئی تھی۔

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر بازغہ اور عائشہ آپا میز پر برتن لگانے لگیں۔

"امی دیکھیں تو عیسیٰ کہاں رہ گیا ہے؟؟" بازغہ نے کچن سے آواز دی۔

"دیکھتی ہوں۔۔۔" وہ دروازے کی طرف بڑھیں۔۔۔اتنے میں عیسیٰ دروازے سے اندر داخل ہوا۔

"لو آگیا۔۔۔" عائشہ آپا نے اونچی آواز میں کہا۔

سب کھانا کھانے لگی۔

رات کے دس بج رہے تھے اور بازغہ صحن میں سب کے بستر لگانے لگی اور عائشہ آپا دودھ ابال رہی تھیں جبکہ عیسیٰ موبائل پر گیم کھیل رہا تھا۔

ہر طرف گھپ اندھیرا۔۔۔اس میں آنے والی جانوروں کی آوازیں۔۔۔۔چاند کی چاندنی ایک الگ خوفناک منظر پیش کرنے لگی۔۔۔اتنے میں گھڑی نے بارہ بجائے۔۔۔۔

وہ اٹھ بیٹھا اور اپنی معمول کی روٹین پر آگیا۔۔۔۔۔عائشہ آپا جو پہلے سے ہی جاگ رہی تھیں۔وہ اٹھ کر عیسیٰ کے پاس آئیں اور بازغہ کو اٹھایا۔

"بازغہ اٹھو۔۔۔عیسیٰ رو رہا ہے۔۔"

"کیا ہے امی یار۔۔۔۔۔یہ ایک دن کا ناغہ نہیں ڈال سکتا کیا۔۔۔"وہ چڑ کر بولی اور اٹھ بیٹھی۔

"شرم کرلو۔وہ تمہارا بھائی ہے۔"

"صبح تک اپنی بہن کا ساری رات جاگنا تو یاد رہتا نہیں ہے اس کو۔۔۔۔۔۔بس میں شرم کرلوں۔"اس نے بالوں کا جھوڑا بنایا اور کیچر کے ساتھ جکڑ دیا۔

"مجھے جانا ہے آپی۔۔۔۔۔۔۔"وہ روتے ہوئے منمنا رہا تھا۔

"ہاں پتہ ہے۔۔۔۔۔۔چلو بتاؤ کہاں جانا ہے۔۔۔"وہ سنجیدہ ہوئی۔اب روزانہ ایک ہی بات سن کر انھیں بھی یاد ہو گئی تھیں۔

"وہاں جانا ہے۔"اس نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔"چلو آؤ لے چلتی ہوں۔۔۔"وہ چارپائی سے نیچے اتری۔

بازغہ تم نہیں میں جاتی ہوں۔۔۔"امی نے اس کو روکا۔

"نہیں امی آپ ادھر ہی رکیں۔۔۔۔"عیسیٰ بھی چارپائی سے نیچے اتر آیا۔

بازغہ نے اس کی کلائی کو پکڑا اور درخت کی طرف چل دی۔ابھی وہ صحن کے درمیان میں ہی پہنچی تھی کہ عیسیٰ کے قدم رکے۔جس پر بازغہ بھی وہیں رک گئی۔

"اب کیا ہوا۔"

"باتھ روم جانا ہے آپی۔۔"

"آجاؤ۔۔"وہ اس کو لیے باتھ روم کی طرف بڑھی۔

مگر باتھ روم کے قریب پہنچتے ہی وہ رکا اور رونا شروع کر دیا۔

"اب کیا ہوا۔۔لے کر تو آئی ہوں باتھ روم۔۔۔"وہ چڑ کر بولی۔

"مجھے باتھ روم نہیں جانا۔۔۔"بند آنکھوں کے ساتھ ہلکی آواز میں روتا ہوا بولا۔

"تم سیدھی طرح مجھے بتا کیوں نہیں دیتے تم نے جانا کہاں ہے۔۔۔"اب کی بار بازغہ غصے میں بولی۔وہ تنگ آچکی تھی روز کی ان چیزوں سے۔پچھلے ایک ہفتے سے

وہ ایک ہی منظر کا سامنا کر رہی تھی۔ ساری رات جاگتی رہتی۔ اب وہ اکتا گئی تھی یا شاید وہ اس سے نجات پانا چاہتی تھی۔

عیسیٰ کچھ بولے بغیر درخت کی طرف بڑھنے لگا۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔۔" بازغہ نے خود پر قابو پاتے ہوئے قدم عیسیٰ کی طرف بڑھائے۔

وہ بنا کچھ بولے چلتا رہا۔ نا جانے بازغہ کے دماغ میں کیا آیا کہ اس کا غصّہ خوف میں بدل گیا اس نے بھاگ کر عیسیٰ کا بازو تھاما۔

"مجھے جانے دو۔۔۔" وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔

"کہاں جانا ہے۔" بازغہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ مجھے بلا رہی ہے۔۔۔۔ میرے لیے تحفے بھی لے کر آئی ہے۔۔۔" عائشہ آپا بھی بھاگ کر ان کے پاس آ گئیں۔

"وہ مجھے لینے آئی ہے مجھے اس کے ساتھ جانا ہے۔۔" وہ رونے لگا اور ہاتھ چھڑانے لگا۔

"وہ جاہل عورت آگئی ہے میرے بیٹے کو لینے۔۔۔۔میں اپنے بیٹے کو نہیں جانے دوں گی۔۔۔تم مجھ سے میرا بیٹا نہیں چھین سکتی۔۔۔۔سن لو تم۔۔" عائشہ آپا غصے میں چلائی اور عیسیٰ کو گلے لگا لیا۔

"عیسیٰ میری طرف دیکھو اور بتاؤ وہ کہاں ہے۔۔۔؟" بازغہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

اس نے انگلی سے درخت کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ میرے لیے کچھ لائی ہے۔۔وہ مجھے بلا رہی ہے۔۔"

"وہ کیسی دکھتی ہے عیسیٰ۔۔؟"

"میرا ہاتھ چھوڑ دو۔۔۔۔۔مجھے جانے دو آپی۔۔۔"اس نے جیسے بازغہ کا سوال سنا ہی نہیں یا اس کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے اس کا جواب دو بس۔۔"

"وہ آپ جیسی ہے۔میری آپی وہ کھڑی ہے۔۔"اس نے درخت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بازغہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔اس نے عیسیٰ کو گلے سے لگایا۔

"میں تمہیں وہاں نہیں جانے دوں گی۔۔۔۔تم میرے پاس ہی رہو گے کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔۔"وہ روتا گیااور بازگاہ درخت کو گھورنے لگی۔"تمہاری ایک ہی بہن ہے اور وہ میں ہو۔۔۔۔میں تمہیں اس کے ساتھ نہیں جانے دوں گی۔۔"اتنا کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ تینوں کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

دوسرے دن کی صبح تھی۔عیسیٰ سکول کے لئے جا چکا تھا۔اور رات کے آخری پہر فرید صاحب بھی گھر آ چکے تھے۔

ناشتے سے فارغ ہو کر تینوں میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔عائشہ آپااور بازغہ نے ساری داستان انھیں سنائی۔

"میں جاتا ہوں امام صاحب کے پاس۔کرتا ہوں بات۔۔۔تم لوگ فکر نا کرو۔۔"اُنہوں نے حوصلہ دیا۔

ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد فرید احمد وہیں رک گئے۔جب سب چلے گئے تو وہ اٹھ کر امام صاحب کے پاس آئے اور ساری آپ بیتی سنائی۔

"آپ اپنے بیٹے کو لے آئیے گا۔۔۔میں دم کروں گا۔۔۔باقی اللہ کو جو منظور ہوا۔" وہ شائستگی سے بولے۔

"بہت شکریہ امام صاحب۔۔" وہ گھر واپس آگئے اور عائشہ بیگم کو امام کے ساتھ ہونے والی گفتگو بتائی۔

مغرب کی اذان ہوئی۔فرید صاحب عیسیٰ کو لے کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔

نماز ادا کرنے کے بعد وہ اٹھ کر امام صاحب کے پاس چلے گئے۔

ماشاءاللہ بہت پیارا اور سمجھدار بیٹا ہے آپ کا۔۔۔پڑھتے ہو بیٹے؟" امام صاحب نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"جی امام صاحب۔۔"

امام صاحب نے پانچ دس منٹ باتیں کیں اور پھر دم کیا۔

"جاؤ بیٹے آپ کھیلو۔۔۔ابا آتے ہیں آپ کے۔"

عیسیٰ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

"یہ تعویز ہے۔اس کو اپنے بیٹے کے بازو پر باندھنا ہے اور یہ کھولنا نہیں ہے۔اس پر سایہ ہو چکا ہے وہ اس کے پیچھے ہے۔۔۔۔جب تک یہ تعویز اس کے بازو میں ہے وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔ لیکن جیسے ہی تم لوگوں نے یہ تعویز کھولا تو وہ پھر سے حاوی ہونے کی کوشش کرے گا۔۔۔۔"

"جی ہم ایسا ہی کریں گے۔"وہ مولوی صاحب کا شکریہ ادا کر کے گھر آ گئے۔اب وہ راتوں کو ڈرنا بند ہو گیا تھا۔سب کی جان میں جان آگئی تھی اور بازغہ کو سکون کی نیند بھی نصیب ہو گئی تھی۔

ختم شد